JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

ترقی پسند نقادوں کی تنقید کا تنقیدی جائزہ

آسیہ تبسم لیکچرار اردو

گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج برائے خواتین شکر گڑھ

Abstract:

The existence of progressive criticism actually came into existence in return of the progressive movement. The goal of the progressive movement was to connect literature with life. The need for progressive criticism was felt with the emergence of progressive literature. The authors' aim was to discuss the poor people and their problems. Progressive literature talks about social injustices and social attitudes beyond love and romanticism. Progressive critics also criticize literature according karl Marx rules. In this paper we will critically examine the criticisms of the main progressive critics.

Key words:

ترقی پسند تحریک، ترقی پسند نقاد، ترقی پسند تنقید، ادب اور زندگی، اختر حسین رائے پوری، سید احتشام حسین، مجنوں گور کھ پوری.

جو ادب مارکسی خیالات کی اشاعت کرتا ہے اور کمیونزم (اشتراکیت) کا پرچار کرتا ہے مارکسی ادب کہلاتا ہے۔ ہماری زبان میں جو ادب ان خیالات کو فروغ دیتا ہے اور محنت کشوں کی حمایت کرتا ہے ترقی پسند ادب کہلاتا ہے۔ اسی طرح جو تنقید ادب کو مارکسی نظریات کی کسوٹی پر پرکھے مارکسی تنقید کہلاتی ہے۔ ہمارے یہاں اس تنقید کو ترقی پسند تنقید کہا جاتا ہے۔ اردو میں جس وقت ترقی پسند تنقید کا آغاز ہوا تو مارکس کی تعلیمات سے متاثر لوگوں نے ادب شناسی کے لیے بلکل وہی اصول اور ضابطے مقرر کیے جو ادیب کو سماجی سمجھ بوجھ کے حوالے سے پرکھتے ہیں۔ یہاں سے اردو تنقید کے نئے سفر کی ابتدا ہوئی۔

نور الحسن نقوی اپنی کتاب "فن تنقید اور اردو تنقید نگاری" میں لکھتے ہیں:

> "انقلاب روس (9117ء) کے بعد مزدوروں کو اپنی طاقت کا اندازہ ہوا۔ اور ان کے حامیوں کو احساس ہوا کہ محنت کش بیدار ہو جائیں تو دنیا کا بگڑا انظام سنور سکتا ہے۔ ہندوستان بھی روس کے نظام سے متاثر ہوا، مگر یورپ میں تو بیداری کی لہر سی دوڑ گئی۔ یورپ کی مختلف یونیورسٹیوں میں جو ہندوستانی طالب علم تعلیم پا رہے تھے۔ انھیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوا اور ان کے دل میں ایک ادبی انجمن بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ ان نوجوانوں میں سجاد ظہیر، ملک راج آنند، محمد دین تاثیر، جیوتی گوش شامل تھے، انجمن کا نام progressive writer association یعنی انجمن ترقی پسند مصنفین طے پایا۔ یہ واقع 1936ء کا ہے"(1)

ترقی پسند تحریک نے اردو زبان و ادب کی توسیع و ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اور منظوم و منثور اصناف کو مواد اور ہیت کے لحاظ سے پرکھا ہے۔ ترقی پسند تحریک کی ہی بدولت افسانہ منظر عام پر آیا۔ غزل کی جگہ نظم نے لے لی۔ اس تحریک کی بدولت ہی تنقید کو نئی بصیرت اور نئی جہات ملیں۔ اور فن پاروں کا تجزیہ سائنسی انداز میں کیا گیا۔ "انجمن ترقی پسند مصنفین" کے نتیجے میں تنقید کا مارکسی اور اشتراکی دور شروع ہوا۔ ادب کو سیاسی، سماجی، معاشی اور اقتصادی حالات کے پیش نظر جانچنے کی کوشش کی گئی۔ مارکسی ناقدین کے نزدیک ادب کسی دور کے عام انسانوں کے ردِ عمل کی کہانی ہے۔ ہر چند کہ اردو میں ترقی پسند تحریک مارکس کے نظریات کے تحت شروع ہوئی لیکن اس دور کی تنقید کو مارکسی تنقید کی بجائے ترقی پسند تنقید کا نام دینا زیادہ موزوں ہے۔ اردو تنقید کو باوقار اور سنجیدہ صنف بنانے میں ترقی پسند تنقید نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔

خلیل الرحمن اعظمی اپنی کتاب "اردو میں ترقی پسند ادبی تحریک" میں لکھتے ہیں:

> "اردو تنقید کے آغاز کا سہرا حالی کے سر ہے۔ اور "مقدمہ شعر و شاعری" ہمارے نئے ادبی شعور کی پہلی منزل ہے۔ مگر حالی کے بعد ہمارے ہاں کوئی ایسی قد آور شخصیت نہیں ملتی جس نے تنقید کو مکتبی، تشریحی یا تاثراتی پیرایہ بیان سے نکال کر اپنے عہد کے ادبی تقاضوں، فکری سوالوں سے آنکھیں چار کرنے کے قابل بنانے کی کوشش کی ہو۔"(2)

1936ء میں ترقی پسند تحریک نے تنقید کو ایک نیا انداز اور فکری آہنگ عطا کیا۔ اور ترقی پسندوں نے کچھ اصول وضوابط طے کر دیے کہ جو ادب ان اصولوں پر پورا اترے گا وہی حقیقی معنوں میں ادب ہو گا۔ وہ اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ادب ۔۔ ایک آلہ کار ۔۔ اسے معاشرتی مسائل کو سامنے لانے میں مدد کرنی چاہیے

2۔ ادب عوام کے لیے ۔۔ تو عوام کی بات بھی کرے نیز ان کے مسائل پر بات کرے

3۔ ادیب ۔۔۔ جانبدار ۔۔۔ ادیب جس معاشرے میں ہو گا اس سے جانبدار نہیں ہو سکتا

4۔ ترقی پسندی اور اشتراکیت ساتھ ساتھ ۔۔۔ ترقی پسند اشتراکی تھے وہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف تھے

5۔ ادب اور سیاست ۔۔ ادب سیاسی مسائل کو دیکھ کر آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ اسے سیاست پے بات کرنا ہو گی

6۔ سیاست میں عملی حصہ ۔۔ ادیبوں کو آزادی کے حصول ک لیے اور عوام کو آگاہ کرنے کے لیے سیاست میں عملی حصہ لینا ہو گا

7۔ ادب اجتماعی زندگی کا ترجمان ۔۔ ادب پوری زندگی کا ترجمان ہے کسی ایک پہلو کا نہیں، سو اسے فعال کردار ادا کرنا ہو گا

یہ ہیں ترقی پسندوں کے اہم بنیادی اصول۔ اس دور میں کچھ ایسے فنکار بھی سامنے آے، جنہوں نے تنقید کے ذریعے ہی ادبی دنیا میں اپنی شناخت قائم کی۔

ڈاکٹر اختر حسین راے پوری:

مقالہ "ادب اور زندگی" جو اختر حسین نے 1935ء میں لکھا، مارکسی تنقید کی اولین بنیاد ہے۔

اختر حسین رائے پوری کا خیال ہے کہ ادب اور انسانیت کے مقاصد ایک ہیں۔ ادب زندگی کا ایک شعبہ ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ مادی سرزمین میں جذباتِ انسانی کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے روح القدس بننے اور عرش پر جا کر بیٹھنے کا دعویٰ کرے۔ ادب کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان جذبات کی ترجمانی کرے جو دنیا کو ترقی کی راہ دکھائیں اور ان جذبات پر نفرین کرے جو دنیا کو آگے بڑھنے نہیں دیتے۔ وہ لکھتے ہیں: "ادب کا فرضِ اولین یہ ہے کہ دنیا سے، قوم، وطن، رنگ، نسل اور طبقہ مذہب کی تفریق کو مٹانے کی تلقین کرے اور اس جماعت کا ترجمان ہو جو نصب العین کو پیش نظر رکھ کر عملی اقدام کر رہی ہے۔ کم لکھنے کے باوجود بھی ان کی تاریخی حیثیت برقرار ہے۔ ان کے بارے میں ڈاکٹر طاہر مسعود روزنامہ "جسارت" میں لکھتے ہیں

طاہر مسعود: آپ ایک عرصے تک ترقی پسند تحریک سے وابستہ رہے اور...؟
اختر رائے پوری: (بات کاٹ کر) میرا کبھی بھی ترقی پسند تحریک سے بہت گہرا تعلق نہیں رہا، البتہ انجمن ترقی پسند مصنفین کے انتخابات میں، میں امرتسر اور دلّی میں انجمن کی قائم

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

شاخوں کا صدر منتخب ہوا تھااور اور اگر کوئی جلسہ اور مشاعرہ وغیرہ ہوتا تو اس میں شرکت بھی کرلیتا تھالیکن درحقیقت میں نے کبھی خود کو کبھی ترقی پسند نہیں کہااور نہ ہی کبھی اس کا لیبل لگایا۔(3)

سجاد ظہیر

ترقی پسند تنقیدی تحریک کے بانیوں میں سے ہیں۔انھوں نے ترقی پسند تحریک کو نظریاتی اساس مہیا کی اور پھر عمدہ وکالت سے اس تحریک کی سب سے نمایاں خدمات انجام دیں۔ تنقید کے موضوع پر انھوں نے باقاعدہ کوئی کتاب تو نہیں لکھی۔ لیکن ان کی کتاب "روشنائی" "ترقی پسند تحریک کی تاریخ بھی ہے اور کسی حد تک تنقید بھی ہے۔ سجاد ظہیر اردو کے پہلے نقاد ہیں جن کے مضامین مارکسی تنقید کے آئینہ دار ہیں۔ سجاد ظہیر نے صرف چند مضامین لکھے ہیں، بقول عبادت بریلوی ان مضامین میں ایسی گہرائی ہے جس نے تنقیدی اعتبار سے ان کو بہت اہم بنادیا ہے۔ رخشندہ جلیل "قومی آواز" میں اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتی ہیں:

> "ترقی پسند تحریک کے ساتھ سجاد ظہیر کے گہرے رشتوں سے واضح ہے کہ وقت کے ساتھ کس طرح، کسی تحریک کا عروج وزوال تو ہو سکتا ہے لیکن اس کا بنیادی نظریہ کبھی نہیں مٹ سکتا۔ سجاد ظہیر نے ہندوستانی ادب کو جس ترقی پسندی سے جوڑا وہ خیال آج بھی زندہ و پائندہ ہے اور یہ خیال تب تک زندہ رہے گا جب تک کوئی بھی ادیب کسی ناانصافی، غربت اور ظلم کے خلاف آواز اٹھائے گا اور اسی کے ساتھ سجاد ظہیر کی ادبی خدمات بھی زندہ رہیں گی۔ (4)"

ڈاکٹر عبدالعلیم: کا بھی وہی حال ہے جو سجاد ظہیر کا۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی سجاد ظہیر کی طرح صرف چند تنقیدی مضامین لکھے ہیں۔ اور ان مضامین میں مارکسی تنقید کا نظریہ پوری طرح پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے مضامین "ادبی تنقید کے بنیادی اصول" اور "اردو ادب کے رجحانات" قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ مارکسی تنقید کی عملی شکل کے نمونے ان کے مضامین

"اردو ادب" سے "ترقی پسند ادب کے بارے میں چند غلطیاں" میں ملتے ہیں۔۔ان کی تحریروں پر بھی مارکسی فلسفہ کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ اپنے مضمون "ادبی تنقید کے بنیادی اصول" میں وہ لکھتے ہیں

> "علمی تحقیق کا یہ مقصد قرار دیا گیا ہے کہ ایسا طریقہ معلوم کیا جائے جس سے ادبی کارنامون کے پرکھنے کا معار متعین ہو سکے گویا ناقد کا یہ فرض ہے کہ وہ عمدگی یا حسن کا معار قائم کرئے اور یہ بتائے کہ ادب اور جمالیات کا باہمی تعلق کیا ہے۔ اور اس طرح ہی بات صاف ہو جاتی ہے کہ صحیح ادبی تنقید کی عمارت فلسفہ کی بنیاد پر ہی قائم ہو سکتی ہے"۔(5)

۔مجنوں گورکھپوری

مجنوں گورکھپوری کی تنقید نے رومانیت سے مارکسیت کی طرف آہستگی سے سفر کیا، کیونکہ ابتدا میں ان کے یہاں ایک عرصے تک تاثراتی تنقید کا انداز غالب رہا۔ مجنوں کی ابتدائی تنقیدی تحریریں جو "تنقید حاشیے" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہیں، تاثراتی تنقید کا انداز نمایاں ہے۔

بعد میں ان میں مارکسی تنقید کے اثرات غالب نظر آتے ہیں اور یہ ترقی پسند تحریک کا اثر ہے۔ چنانچہ ان کے دوسرے مجموعہ مضامین "ادب اور زندگی"، "مبادیاتِ تنقید"، "زندگی اور ادب کا بحرانی دور" اور "ادب اور ترقی" میں انھوں نے اپنے قائم کردہ تنقیدی نظریات کی روشنی میں عملی تنقید کی ہے۔ وہ بھی دوسرے ترقی پسند نقادوں کی طرح ادب کو زندگی کی کشمکش کا رجحان سمجھتے ہیں۔ لیکن مارکسی ہونے کے باوجود اُن کے ہاں ایک توازن کی کیفیت ملتی ہے اور انتہا پسندی اُن کے ہاں پیدا نہیں ہوتی۔۔ مجنوں نے اپنے مضمون ""ادب اور زندگی"" میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے

"حقیقت یہ ہے ادب بھی زندگی کا ایک شعبہ ہے اور زندگی نام ہے ایک جدلیاتی حرکت کا جس کے ہمیشہ دو متضاد پہلو ہوتے ہیں۔ ادب بھی ایک جدلیاتی حرکت ہے۔ اس کے بھی دو متضاد پہلو ہیں ایک خارجی یا عملی یا افادی دوسرا داخلی یا تخیلی یا جمالیاتی"(6)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

سید احتشام حسین:

۔۔ مارکسی نقادوں میں سب سے موقر، معتبر اور معتدل نقاد تھے۔ انھوں نے نہ صرف مارکسی تنقید کو اساس بنایا بلکہ اسے زندگی کے طرز عمل کے طور پر قبول بھی کیا۔ تنقید ان کا خاص میدان ہے۔ اور ان کی تمام تر توجہ اسی فن کی طرف رہی ہے۔ سید احتشام حسین کے تنقید مضامین کے جو مجموعے شائع ہو چکے ہیں ان میں "تنقیدی جائزے" "روایت اور بغاوت" "ادب اور سماج" "تنقید اور عملی تنقید" "ذوق، ادب اور شعور" "افکار و مسائل" اور "عکس اور آئینے" شامل ہیں۔

اُن کے ان مضامین پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نہایت متنوع اور مختلف موضوعات پر قلم اُٹھایا ہے۔ انھوں نے تنقیدی نظریات واصول کے علاوہ شاعری، ناول، افسانہ اور سوانح کی صنف پر توجہ دی اور کئی شعرا و ادبا پر مضامین لکھے جن میں پرانے لکھنے والے بھی شامل ہیں اور نئے لکھنے والے بھی۔ ان مختلف النوع مضامین سے ان کے مطالعے کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ سید احتشام حسین اپنے مضمون "تنقیدی جائزے میں لکھتے ہیں:

"ترقی پسند شاعر جو ہیئت بھی اظہار خیال کے لیے پسند کرتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ وہ اس کے مقصد یعنی مواد کے اثر کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کر کہ سننے یا پڑھنے والوں کے سامنے پیش کرے۔ مواد اور ہیئت وحدت فن کی معراج ہیں اور ترقی پسند ادب اس کی تلقین کرتا ہے۔"(7)

ممتاز حسین۔

ممتاز حسین بھی مارکسی رجحان کے علمبردار ہیں۔ اگرچہ دوسرے مارکسی نقادوں میں چھوٹے ہیں تاہم ممتاز حسین۔۔۔

مجموعے "نقد حیات، نئی قدریں اور ادبی مشاغل" شائع ہو چکے ہیں۔۔۔ نے بھی بہت کچھ لکھا۔ اور ان کے مضامین کے تین

ں ممتاز حسین کے بھی بعض مضامین میں اصولوں کی بحث ہے جبکہ کچھ علمی تنقید کے متعلق ہے۔ ان کے مضامین تنقید کا مارکسی نظریہ، بدلتی نفسیات، انفعالی رومانیت، آرٹ اور حقیقت اور نیا ادبی فن، وغیرہ میں اصولی اور نظریاتی بحثیں ہیں جبکہ "نئی غزل کا موجد۔۔ حالی" "اردو شاعری کا مزاج اور غالب" "سرسید کا تاریخی کارنامہ" اقبال اور تصوف وغیرہ تنقیدی تجزئے ہیں۔

۔۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ممتاز حسین

نے تنقید کے مارکسی نظرے کو بڑی خوبی سے پیش کیا ہے، ان کے ذہن میں اصول اور نظریات بہت واضح ہیں اور ان کے نقطہ نظر میں بڑی استواری ہے، لیکن ان کو پیش کرتے ہوئے وہ ایسی انتہا پسندی سے کام لیتے ہیں کہ ان کی تنقید میں ایک الجھاو پیدا ہو جاتا ہے اور ان کی تنقیدی باتوں کو سمجھنا آسان نہیں ہوتا۔

ظہیر کاشمیری۔۔

ترقی پسند نقادوں میں ایک نام

ظہیر کاشمیری کا ہے۔ ظہیر کاشمیری

نے ادب کو سماج کے طبقاتی نظام کے حوالے سے پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے دو اہم مضامین "لینن اور لٹریچر" اور "مارکس کا نظریہ ادب" نہ صرف ان کی نظریاتی اساس کو واضح کرتے ہیں بلکہ انھوں نے اس سانچے میں اردو شاعری اور نثر کے بیشتر سرمائے کو پرکھنے کی کوشش بھی کی۔۔

ان کا تعلق چونکہ ٹریڈ یونین کے ساتھ رہا ہے اس لیے ان کے تنقیدی لہجے میں خطابت کا عنصر نمایاں ہے اور فیصلے میں تیقن اور قطعیت زیادہ ہے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

شروع شروع میں مارکسی نظریہ تنقید سے متاثر تھے، لیکن ان کی مارکسیت جلد ہی ختم ہو گئی، اگرچہ ادب اور زندگی کے مابین گہرے تعلق کے وہ اب بھی قائل ہیں۔ انہوں نے ترقی پسند تنقید میں حقیقت نگاری کو ملحوظ نظر رکھا اور مارکسزم کو اپنا عقیدہ بنائے بغیر اس سے ادب پارے کی تنقید اور تفسیر میں معاونت کی۔

اپنے ایک مضمون "تخلیقی عمل کا المیہ" میں لکھتے ہیں:

"ادب، فن اور اسکی تخلیق ایک صحت مندانہ ماحول کا تقاضا کرتی ہے۔ وہ زندگی کی مثبت قدروں کی علمبر دار ہوتی ہے۔ اس کا پودا صرف آزادی اور محبت کی فضا میں پنپتا اور پروان چڑھتا ہے۔ منافقت کا ماحول اس کے لیے زہر ہے۔ بے علمی کی فضا اس کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ بے عقلی اور جہالت اس کے لیے ایک ایسی بیماری ہے جس کا علاج ممکن ہے۔۔۔ اس تحریک میں جب انقلابی رنگ و آہنگ ہو تو اس میں زندگی کے آثار نظر آتے ہیں۔"(8)

تنقید میں ڈاکٹر عبادت بریلوی کا طریق عمل سائنسی، انداز منطقی اور اسلوب جمالیاتی ہے۔ عبادت بریلوی قاری پر چڑھائی کرنے کی بجائے اسے ادب پارے کی افادیت اور داخلی حسن کی طرف متوجہ کراتے ہیں۔ عبادت بریلوی نے محدود موضوعات پر کام کرنے کی بجائے تنقید کو وسعت عطا کی اور اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے، اردو شاعری کے جدید رجحانات، ادب کا افادی پہلو، جدید اردو شاعری میں عریانی، اردو افسانہ نگاری

پر ایک نظر، وغیرہ مضامین میں سیر حاصل جائزے مرتب کیے۔ بلاشبہ ترقی پسند ادب کو جو قبول عام حاصل ہوا اس میں ڈاکٹر

۔۔ عبادت بریلوی کی عملی تنقید نے اہم کردار ادا کیا۔

سید وقار عظیم:

۔ کی تنقید سماجی اور عمرانی تجزے پر استوار ہوئی۔ انھوں نے مارکسی نظریات کی بلاواسطہ حمایت نہیں کی اور وہ ادب کی اعلیٰ قدروں کی صداقت کو بنیادی قدروں سے الگ شمار نہیں کرتے۔ تاہم انھوں نے ادب کی مقصدیت کو قبول کیا۔ وقار صاحب کی اہمیت اردو افسانوی ادب کے نقاد کی حیثیت سے عام طور پر مسلمہ ہے۔ انھوں نے افسانہ، ناول، داستان اور ڈراما کے فن سے متعلق اصولی اور نظریاتی مباحث پر بھی بہت کچھ لکھا اور ان اصناف کے مصنفین پر بھی توجہ دی۔ وقار صاحب کے تنقیدی اسلوب میں بڑی نرمی، دھیما پن اور توازن ہے، ساتھ ہی پختگی اور دل نشینی بھی ہے جو چونکا دینے والی بات کہنے کے شائق نہیں اور نہ ان کی تنقید میں کوئی تیکھا پن یا شوخی ملتی ہے۔ سادگی، سلاست، آہستہ روی اور ذرا سی رنگینی ان کے انداز کی خصوصیات ہیں۔ وقار عظیم کے نزدیک:

"۔۔۔ ترقی پسندی کا سب سے پہلا، صاف اور صریح مفہوم ہے کہ وہ زندگی کا مصور اور نقاد ہو۔"(9)

وہ ان نقادوں سے اتفاق نہیں کرتے جو صرف داخلی زندگی کے مطالعہ پر ہی پورا زور صرف کرتے ہیں۔ اس ضمن میں اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

"ادب اور ادبی تخلیقات کے گوناگوں محرکات کا سرچشمہ زیادہ صورتوں میں ادیب کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ سننے اور چھونے سے کہیں زیادہ دیکھنے کا عمل اس کے دل میں وہ کیفیت پیدا کرتا ہے جسے ہم نے دل کی تڑپ، اس کے تاروں کی لرزش، اور برقی لہر کا پیدا ہونا کہا ہے اور اس طرح گویا ادب کے تخلیقی عمل کے اہم مشغلہ کی سب سے پہلی منزل میں جو چیز ادیب، شاعر کے لیے سب سے زیادہ اہم ہے وہ اس کا مشاہدہ ہے۔"(10)

ترقی پسند تحریک کے دیگر نقادوں میں "

ڈاکٹر محمد حسن، عابد منٹو، عزیز الحق، فیض احمد فیض، مجتبیٰ حسین، افتخار جالب، محمد علی صدیقی اور سعادت سعید قابلِ ذکر ہیں۔ ان نقادوں نے ترقی پسند تحریک کی یک طرفہ قصیدہ خوانی کرنے کی بجائے اس تحریک کے عیوب کا بھی تذکرہ کیا اور ترقی پسند ادباء کی سطحیت پر کھلی تنقید بھی کی۔

ترقی پسند تنقید میں شروع میں انتہا پسندی کا رجحان زیادہ تھا۔ اس انتہا پسندی کے جوش میں انہوں نے میر تقی میر سے لیکر غالب تک بعض اچھے شعرا کو بھی صرف اس پاداش میں قلم زد کر دیا کہ انہوں نے طبقاتی کشمکش میں کسی طرح کا کردار ادا نہیں کیا اکبر الہ آبادی، حالی، سرسید، اقبال وغیرہ ان کے لیے ناقابل قبول قرار پائے۔ لیکن اس ابتدائی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

جارحیت کے بعد مندرجہ بالا تمام ناقدین نے اشتراکیت کے بارے میں اعتدال پسندی سے کام لیتے ہوئے عصری ادب میں نئی جہات دریافت کیں۔یہی نہیں بلکہ ماضی کے شعرا پر نئے زاویے سے روشنی ڈال کر ان کی عظمت میں اضافہ کیا۔انہوں نے پہلی مرتبہ مارکسی تنقید کی ابتدا کی۔اس سلسلے میں جدلیاتی مادیت،طبقاتی کشمکش،اور انقلاب کو سامنے رکھ کر ادب کے مسائل پر غور کیا گیا۔"(11)

اس میں کوئی شک نہیں کہ معاشرے کے حالات آج وہ نہیں جو برسوں پہلے تھے۔قومی اور بین الاقوامی سطح پر بہت سی تبدیلیاں آچکی ہیں۔ترقی پسند تحریک کا تنظیمی اعتبار سے شیرازہ بکھر چکا ہے۔لیکن ان حقائق کے باوجود وہ مسائل جو ترقی پسند تنقید میں بنیادی اہمیت رکھتے تھے قومی اور بین الاقوامی سطح پر آج بھی دعوت فکر دیتے ہیں۔ترقی پسند تحریک نے جن مسائل کو بنیادی اہمیت دی تھی وہ مسائل جب تک زندہ ہیں،ترقی پسند تنقید کی ضرورت تب تک رہے گی۔

تنویرہ خانم اپنی کتاب "ترقی پسند تنقید" میں لکھتی ہیں:

"یہ ممکن ہے کہ میدانِ ادب میں ترقی پسند نقادوں کے پرانے نام نظر آئیں لیکن ان کی جگہ یقیناً نئے نقاد لے رہے ہیں۔ان نئے نقادوں کا لب ولہجہ،اصطلاحات اور طریق استدلال مختلف ہو سکتا ہے۔لیکن اپنے دور کے خطرات اور تصادمات سے یہ نئے نقاد نہ تو بیگانگی برت سکتے ہیں نہ ہی سماج کی ٹوٹ پھوٹ سے آنکھیں بند کر سکتے ہیں۔آج یقیناً نقادوں کا علمی اُفق پہلے سے زیادہ وسیع ہو گیا ہے۔اور وہ زندگی اور معاشرے کے مسائل پر ایک بڑھے ہوئے شعور کے ساتھ نظر ڈال رہے ہیں۔"(12)

حوالہ جات:

1۔نورالحسن نقوی،"فن تنقید اور تنقید نگاری"،ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔ص34۔

2۔خلیل الرحمٰن اعظمی،"اردو میں ترقی پسند ادبی تحریک"ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔مسلم یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ2002ءص43۔

3۔jasarat .com/Sunday/2020/12/06/281239/

4۔https://www.qaumiawaz.com/literature/remembering-writer-and-progressive-writers-association-founder-sajjad-zaheer

5۔عبدالعلیم،ڈاکٹر،"ادبی تنقید کے بنیادی اصول" ۔۔۔مطبوعہ "نیا ادب کیا ہے؟"ص23

6۔مجنوں گورکھپوری،۔۔"ادب اور زندگی"۔۔۔ص74

7۔احتشام حسین،۔۔"تنقیدی جائزے"۔۔ص133

8۔عبادت بریلوی،ڈاکٹر،"تخلیقی عمل کا المیہ"مطبوعہ پندرہ روزہ"نیاپیام"لاہور،اگست1974ء

9۔سید وقار عظیم،۔۔"نیا افسانہ"۔۔ص84

10۔سید وقار عظیم،۔۔"فن اور فنکار"ص76

11۔ترقی-پسند-تنقید https://ur.wikipedia.org/wiki/

12۔تنویرہ خانم،۔۔"ترقی پسند تنقید"۔۔ص136

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024